Pathway to Ilm |

ماہانہ آرٹیکل

شوال 1447 / مارچ 2026 | شمارہ: 22

نومولود کا استقبال: اسلام میں سنت طریقے اور اچھے نام کی اہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین

بچے کی پیدائش والدین کے لیے خوشی، مسرت اور نعمت کا ایک بے مثال لمحہ ہوتی ہے۔ لیکن یہی خوشی اس وقت اپنی اصل قدر کو پہنچتی ہے جب اسے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے منایا جائے۔ ہمارے معاشرے میں اس موقع سے متعلق بہت سی رسمیں اور رواج پائے جاتے ہیں، مگر ہر رواج دین کے مطابق نہیں ہوتا۔

ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں اسی راستے کو اختیار کرے جس کی شریعت نے رہنمائی کی ہو، اور ان طریقوں سے بچا رہے جن کی کوئی اصل قرآنِ کریم یا رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نہ ملتی ہو۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہمیں اپنی ہدایت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی اپنے رسول ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔ حقیقی کامیابی اسی میں ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں انہی پاکیزہ تعلیمات کو سامنے رکھا جائے—یہاں تک کہ بچے کی پیدائش جیسے موقع پر بھی۔

اس مضمون میں پیدائش کے لمحے سے لے کر بچے کے نام رکھنے تک والدین کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا جائے گا، اور ان ثابت شدہ سنت طریقوں کی نشاندہی کی جائے گی جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے ملتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ آج ان میں سے بہت سی سنتیں یا تو بھلا دی گئی ہیں یا بعض اوقات انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے، حالانکہ وہ ہمارے دین کا حصہ ہیں۔ ایسے بابرکت اور خوشی کے موقع پر ضروری ہے کہ ان حسین سنتوں کو زندہ کیا جائے اور اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

1۔ پیدائش کے وقت شکر اور ذمہ داری کا احساس

جب بچے کی پیدائش کے بعد کے اعمال کا ذکر ہوتا ہے تو عموماً توجہ صرف چند ظاہری سنتوں تک محدود رہتی ہے، حالانکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک بنیادی چیز ہے جو اکثر نظر انداز ہو جاتی ہے، اور وہ ہے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شکر ادا کرنا اور اس کے فیصلے پر دل سے راضی رہنا۔

پیدائش کے اس مبارک لمحے میں سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ والدین اور گھر والے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شکر ادا کریں کہ اس نے یہ عظیم نعمت عطا فرمائی۔ بچے کا خیریت کے ساتھ دنیا میں آنا محض ایک اتفاق نہیں بلکہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا خاص فضل ہے۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی دل میں تازہ رہنی چاہیے کہ یہ بچہ ہماری ملکیت نہیں بلکہ ایک امانت ہے جو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہمارے سپرد کی ہے۔

اسی لمحے سے ایک ذمہ داری کا آغاز ہو جاتا ہے۔ والدین سے اس امانت کے بارے میں سوال ہوگا کہ انہوں نے اس کا حق کس طرح ادا کیا— صرف جسمانی ضروریات پوری کرنا کافی نہیں، بلکہ اس کے دین اور ایمان کی پرورش بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

اسی کے ساتھ والدین کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ہر فیصلے پر راضی رہنا چاہیے، خواہ وہ بچے کی جنس کے بارے میں ہو یا کسی اور معاملے سے متعلق۔ بیٹا ہو یا بیٹی، ہر حال میں محبت اور شفقت یکساں ہونی چاہیے۔ اگر بچہ کسی بیماری، کمزوری یا جسمانی حالت کے ساتھ پیدا ہو تو بھی صبر سے کام لینا چاہیے اور اسے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف سے آزمائش سمجھنا چاہیے، کیونکہ ایسی آزمائشیں بڑے اجر کا ذریعہ بنتی ہیں۔

پیدائش کی خوشی کو شکر اور مسرت کے ساتھ ظاہر کیا جائے، اور مبارک باد دیتے وقت کسی قسم کی تفریق نہ کی جائے۔ یہ شکر، رضا اور ذمہ داری کا احساس سب سے پہلے آنا چاہیے، کیونکہ یہی وہ بنیاد ہے جو آگے آنے والی سنتوں کو حقیقی معنی اور روح عطا کرتی ہے۔

2 ۔ نومولود کے کان میں اذان دینا

بچے کی پیدائش کے وقت اسلام نے جو خوبصورت اعمال سکھائے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نومولود کے کان میں اذان دی جائے۔ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے اور امت کے علماء نے اسے ہمیشہ اختیار کیا اور برقرار رکھا ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ - حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ - بِالصَّلاَةِ

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے کان میں اذان دیتے دیکھا۔ (سنن ابی داؤد: 5105)

علماء نے لکھا ہے کہ بچے کے دائیں کان میں اذان دی جائے اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ اس سلسلے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچہ اُمّ الصبیان (بچوں کو نقصان پہنچانے والے شیطانی اثرات) سے محفوظ رہتا ہے۔"

یہ عمل بچے کو صاف کرنے کے بعد کیا جائے۔ بچے کو نرمی سے تھام کر اذان دی جائے۔ قبلہ رخ ہونا بہتر ہے، اگرچہ ضروری نہیں۔ اذان آہستہ اور نرمی سے دی جائے، جیسے جماعت کے لیے بلند آواز سے دی جاتی ہے ویسا کرنا ضروری نہیں۔ اگر کسی وجہ سے فوراً نہ دی جا سکے تو بعد میں بھی دی جا سکتی ہے۔

چاروں فقہی مذاہب کے نزدیک یہ عمل سنت ہے، اگرچہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک قول میں اسے مستحب بھی کہا گیا ہے۔ بہرحال اس سے واضح ہوتا ہے کہ ائمۂ دین نے نومولود کے کان میں اذان اور اقامت کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

آج کل بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس عمل کی کوئی اصل نہیں، اور بعض تو اسے بدعت تک کہہ دیتے ہیں، حالانکہ مذکورہ احادیث اور علماء کے اقوال صاف بتاتے ہیں کہ یہ ایک ثابت شدہ اور معروف سنت ہے، جسے چھوڑ دینا مناسب نہیں۔

اس عمل میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بچے کے کان میں جو سب سے پہلے الفاظ پہنچتے ہیں وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی بڑائی اور اس کی وحدانیت کے اعلان پر مشتمل ہوتے ہیں۔ گویا بچہ اپنی زندگی کا آغاز ہی توحید کے پیغام سے کرتا ہے۔ جیسے انسان کو موت کے وقت لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہ کی تلقین کی جاتی ہے، ویسے ہی زندگی کے آغاز میں بھی یہی کلمات اس کے کان میں پڑتے ہیں۔

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کلمات کا روحانی اثر بچے پر ضرور ہوتا ہے، چاہے وہ ہمیں ظاہر میں محسوس نہ ہو۔ اذان شیطان کو دور کرتی ہے، خاص طور پر اس وقت جب وہ ابتداء ہی سے انسان پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں بچہ فطرتِ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ پروان چڑھنے کی بنیاد حاصل کرتا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اس عمل کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام انسان کی زندگی کے بالکل آغاز سے ہی صحیح عقیدہ دل میں بٹھانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ محض ایک رسم نہیں بلکہ ایک بامقصد عمل ہے جو بچے کو پہلی ہی گھڑی سے ایمان کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کے دور میں یہ سنت یا تو نظر انداز ہو گئی ہے یا اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ حالانکہ اسے زندہ کرنا نہایت آسان بھی ہے اور بابرکت بھی، کیونکہ اسی کے ذریعے بچے کی زندگی کا آغاز اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے۔

3۔ تحنیک

تحنیک اس عمل کو کہتے ہیں کہ کھجور یا اس جیسی کسی نرم میٹھی چیز کو چبا کر یا نرم کر کے نومولود کے منہ میں ڈال کر اس کے تالو (اوپر والے حصے) پر ہلکے سے مل دیا جائے۔ یہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ایک ثابت شدہ اور معروف سنت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نوزائیدہ بچوں کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس لایا جاتا، تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور تحنیک فرماتے۔ (صحیح مسلم: 2147)

ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ وُلِدَ لِي غُلاَمٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہبیان کرتے ہیں: "میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا، میں اسے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور سے تحنیک دی۔" (صحیح مسلم: 2145)

تحنیک کرنا سنت اور مستحب عمل ہے۔ اس کے لیے سب سے بہتر چیز کھجور ہے، اور اگر کھجور دستیاب نہ ہو تو کوئی بھی قدرتی میٹھی چیز استعمال کی جا سکتی ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے بچے کی تحنیک مکہ مکرمہ کی کھجور سے کی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ سلف صالحین بھی اس سنت کا اہتمام کرتے تھے۔ (تحفۃ المودود)

بہتر یہ ہے کہ تحنیک کسی نیک اور صالح شخص سے کروائی جائے تاکہ بچے کے لیے برکت کی دعا ہو اور اس کی پرورش نیکی پر ہو۔ تاہم اگر ایسا ممکن نہ ہو تو والدین یا کوئی بھی مسلمان یہ عمل انجام دے سکتا ہے۔

4۔ عقیقہ اور سر منڈوانا

نومولود کے لیے شریعتِ اسلامیہ نے جو مبارک اعمال مقرر کیے ہیں، ان میں ایک اہم عمل عقیقہ ہے۔ یہ بچے کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہپیدائش کے ساتویں دن کیا جائے۔ یہ عمل اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شکر ادا کرنے، اور بچے کے لیے خیر و برکت اور حفاظت کی دعا کا ذریعہ بنتا ہے۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

مَعَ الْغُلاَمِ عَقِيقَتُهُ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَى

"لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، لہٰذا اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے تکلیف دور کرو۔" (سنن ابی داؤد: 2839)

سنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے۔ حضرت اُمِّ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "لڑکے کے لیے دو بکریاں اور لڑکی کے لیے ایک بکری ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ نر ہوں یا مادہ۔" (سنن النسائی: 4218)

عقیقے کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے، رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی کھلایا جا سکتا ہے، اور دوسروں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ عقیقے کے گوشت کو ٹکڑے کر کے کھایا جائے اور دوسروں کو بھی دیا جائے۔ اسی طرح حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جیسے اکابرین بھی اسے قربانی کی طرح سمجھتے تھے کہ کچھ حصہ خود استعمال کیا جائے اور کچھ دوسروں کو دیا جائے۔

عقیقے کے ساتھ ہی ساتویں دن بچے کا سر منڈوانا بھی سنت ہے۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بچہ اپنے عقیقے کے بدلے گروی ہوتا ہے؛ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔" (سنن ابی داوٗد)

سر منڈاتے وقت دائیں جانب سے آغاز کرنا بہتر ہے۔ سر منڈوانے کے بعد یہ بھی مستحب ہے کہ بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ اِحْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً" قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری ذبح کی اور فرمایا: "اے فاطمہ! اس کا سر منڈوا دو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔" پھر ان بالوں کو تولا گیا تو وہ تقریباً ایک درہم یا اس سے کچھ کم کے برابر تھے۔ (جامع الترمذی: 1519)

ساتواں دن ہی بچے کا نام رکھنے کے لیے افضل ہے، یوں عقیقہ، سر منڈوانا اور نام رکھنا—یہ سب اعمال ایک ساتھ ادا ہو کر بچے کی زندگی کے آغاز کو ایک بابرکت اور مکمل شکل دیتے ہیں۔

5۔ ختنہ (صرف لڑکوں کے لیے)

نومولود لڑکے کے لیے ختنہ بھی ایک اہم اور مبارک سنت ہے۔ یہ ان اعمال میں سے ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے فطرت کا حصہ قرار دیا ہے۔ اس کے لیے شریعت میں کوئی خاص دن یا عمر مقرر نہیں کی گئی، البتہ یہ ضروری ہے کہ اسے ایسے وقت میں کیا جائے جب بچہ صحت مند ہو اور اس عمل کو برداشت کر سکے، اور بلوغت سے پہلے پہلے یہ عمل مکمل ہو جائے۔

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ ـ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ ـ الْخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فطرت کے پانچ کام ہیں: ختنہ کرنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھیں کاٹنا۔" (صحیح البخاری: 5889)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ختنہ محض کوئی معاشرتی یا ثقافتی رسم نہیں، بلکہ یہ اسلام کی ایک ثابت شدہ سنت ہے جو طہارت اور فطری پاکیزگی سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

اس عمل میں بچے کی صحت اور سہولت کا خاص خیال رکھا جائے، اور ایسے وقت میں کیا جائے جب یہ اس کے لیے محفوظ اور آسان ہو۔

6۔ بچے کا نام رکھنا

اسلام میں بچے کے حقوق میں سے ایک اہم حق یہ ہے کہ اس کا اچھا اور بامعنی نام رکھا جائے۔ نام پیدائش کے فوراً بعد بھی رکھا جا سکتا ہے اور ساتویں دن بھی، جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔ دونوں صورتیں درست ہیں۔ ساتویں دن کا حساب یوں کیا جا سکتا ہے کہ پیدائش والے دن کو پہلا دن شمار کیا جائے؛ مثلاً اگر بچہ پیر کے دن پیدا ہو تو ساتواں دن اتوار ہوگا۔ عقیقہ کے دنوں میں دن سے مراد شرعی دن ہے، اور شرعی دن صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے، اور ہر رات، آنے والے دن میں شامل ہے، اس اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو آنے والا بعد کا دن اس کی ولادت کا دن شمار ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے اچھے نام رکھنے کی خاص تاکید فرمائی اور امت کو ایسے نام اختیار کرنے کی ترغیب دی جن کے معانی اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ

"قیامت کے دن تمہیں تمہارے اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔" (سنن ابی داوٗد: 4948)

نام محض ایک پہچان نہیں ہوتا بلکہ وہ معنی اور شناخت رکھتا ہے۔یہ بچے کے دین کی عکاسی کرتا ہے اور اس کی شخصیت اور تربیت پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے، اس لیے نام رکھتے وقت خوب سوچ سمجھ کر ایسا نام اختیار کیا جائے جو بامعنی اور مناسب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے بہترین ناموں کی بھی رہنمائی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔" (سنن ابن ماجہ: 3728)

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا:

تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ

"انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں، سب سے سچے نام حارث اور ہمام ہیں، اور سب سے ناپسندیدہ نام حرب اور مرہ ہیں۔" (سنن ابی داوٗد: 4950)

اسی طرح اسلام ایسے ناموں سے بھی روکتا ہے جن کے معانی برے ہوں، یا جو اسلامی اقدار اور شناخت کے خلاف ہوں۔ نام میں وقار، خیر اور دین سے نسبت ہونی چاہیے۔

افسوس کی بات ہے کہ آج کل بہت سے لوگ اپنے بچوں کے نام اداکاروں، اداکاراؤں یا ایسی شخصیات کے نام پر رکھتے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، صرف اس لیے کہ وہ مشہور ہیں یا "ہیرو" سمجھے جاتے ہیں، یا پھر محض انوکھا نام رکھنے کی خواہش میں۔ یہ طرزِ عمل درست نہیں۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح ہے کہ نام سوچ سمجھ کر، مقصد کے ساتھ اور دین کی رہنمائی کے مطابق رکھنا چاہیے۔ مگر آج رجحان اس کے برعکس ہو رہا ہے، جہاں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صالحین کے ناموں کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے نام اختیار کیے جا رہے ہیں جن کی زندگی گناہوں سے بھری ہو سکتی ہے اور جن کی کوئی دینی قدر نہیں۔

مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض نام بے معنی ہوتے ہیں، اور کچھ کے معانی بھی نامناسب یا منفی ہوتے ہیں، مگر صرف مشہور ہونے کی وجہ سے انہیں اختیار کر لیا جاتا ہے۔

یہ ایک خطرناک رجحان ہے۔ نام انسان کی شناخت کا حصہ ہوتا ہے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی اہمیت ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نام رکھتے وقت رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو سامنے رکھیں اور ایسے نام اختیار کریں جو بامعنی، باوقار اور دین سے جڑے ہوئے ہوں۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں ایسی اولاد عطا فرمائے جو ہمارے لیے نجات کا ذریعہ اور صدقۂ جاریہ بنے۔ آمین۔

مراجع:

اسلامی نام (ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی)

اسلامی ناموں کی لغت (پروفیسر حافظ شوکت الحریری)

تحریر: مفتی عمر اظہر سید

تدوین و ترتیب: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتي عبد الوهاب حسن